لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

الحمد للّٰہ والمنہ یہ رسالہ فقیر پُر از براہین قاطعہ المسمّٰی بہ

المقالة المفحمة لضلال المجسمة

جو تصنیفات سے قدوۃ المحققین زبدۃ المدققین جناب مولانا مولوی عبدالقادر صاحب پیارم پیٹی کے ہی تصحیح و اہتمام سے شیخ حیدر شمشیری کے ۔ سنہ ۱۳۰[illegible] ہجری

مطبع فردوسی مدراس میں مطبوع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمد اللہ العظیم واصلی علی نبیہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فقیر حقیر عبد القادر ابن قاضی شیخ احمد غفر اللہ لہما کہتا ہی کہ اندنون چند علماے زمانہ نے ظاہری معنے قرآن وحدیث کے اتباع کو ہر جا واجب سمجھکر متشابہات واحادیث کی پیروی اختیار کی سو آپ بھی مجسمہ ومشبہہ کے پریشان اعتقاد کا تابع بنا اور اپنے تابعین کو بھی بنا دئے ہے - اور بہت سے عوام کو چاہ ضلالت مین ڈبا دئے یہہ بات رسالہ احتوا اور رسالہ فتح الباب اور رسالہ سائق العباد وغیرہا کے ناظرین پر پوشیدہ نہو گی اب یہہ فقیر انکی نجات کے لئے مطابق حدیث الدین النصیحۃ کے خیر خواہی کرتا ہی - چند باتین انکے عقاید کے کہ جنکو وے ضروریات دین سے سمجھتے ہین اور انکے طرف دعوت کرتے ہین انکی برائیان بتلاتا ہے تا جسکے نصیب مین راہ یابی ہو راہ پر آجاوئے اور انکے عقاید کے چاہ ضلالت سے باہر آجاوین - اللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم اور نام اس رسالہ کا المقالۃ المقسمۃ لضلالۃ المجسمۃ رکھا - واضح ہو کہ یے لوگ ظاہری معنی متشابہات کے مطابق خدا کے لئے منہہ اور ہاتھہ اور پہلو اور قدم اور ساق اور ہرولہ یعنے دوڑنا اور اترنا آسمان دنیا پر پچھلی پہر رات مین اور استوا عرش پر بیٹھنے یا قرار پکڑنے کے معنے سے اور ایسے ہی کئی باتین جو خصوصیات سے مخلوقات کے ہین ثابت کرتے ہین اور انکی تاویل کرنے والونکو بہت برے لوگ جانتے ہین - اور فقط کیفیت کی تفویض کرنے کو متشابہات مین واجب جانتے ہین نہ انکے معنے مراد کی تفویض کو - اور

اہل سنت وجماعت کے سلف وخلف کا مذہب ان مذکور باتوں نہیں یہہ ہی کہ جہاں سے باتین قرآن و احادیث مین
آئی ہین وہان مناسب مقام اور موافق تنزیہ ذات خدا کے تاویل کرین یا انکی مراد کی تفویض طرف علم خدا
ورسول کے کردین اور مذہب تفویض بہت اسلم ہی۔ ظاہری معنونکو انکے مراد سمجھکر اسیکے مطابق عقیدہ رکھنا یہہ مذہب
اہل سنت کا ہرگز نہین۔ اب ہم انکے اس اعتقاد پر کیا قباحتین لازم آتی ہین اور کیا باتین وارد ہوتی ہین بتلاتے
ہین بطور مشتی نمونہ از خروارے۔ ان لوگ کا عقیدہ ہی کہ خدا تعالی بذات خود پچھلی پہر رات کو آسمان
دنیا پر اُترتا ہی بدلیل ظاہر حدیث وعن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل ربنا تبارک
وتعالی کل لیلۃ الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الآخر فیقول من یدعنی فاستجب لہ من یسئلنی فاعطیہ من
یستغفرنی فاغفر لہ متفق علیہ یعنے مروی ہے ابی ہریرہ رض سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے اُترتا ہی رب ہمارا تبارک وتعالی ہر رات طرف آسمان دنیا کے جبکہ باقی رہتی ہے تھائی رات فرماتا
ہی کون دعا کرتا ہی میرے سے پس مین قبول کرتا ہون اسکو کون سوال کرتا ہی پس مین دیتا ہون اسکو کون
مغفرت چاہتا ہی میرے سے مین مغفرت کرتا ہون اسکے لئے یہہ حدیث متفق علیہ ہے پس اس حدیث کے
ظاہری معنے کی تمسک سے خدا کے لئے اُترنا پچھلی پھر رات مین آسمان دنیا پر ثابت کرتے ہین اور اسی
اعتقاد کے طرف دعوت کرتے ہین۔ اہل سنت وجماعت اس حدیث کی صحت کے قائل ہین مگر اسکو
از جملہ احادیث صفات یعنے متشابہات کے قسم سے قرار دیکر بعض اُسکی تاویل کرتے ہین اور بعض تفویض
یعنے اسکی مراد کو اللہ پر سونپتے ہین۔ یہہ اسلئے ہی کہ اسکے ظاہری معنے کے اعتقاد والون پر بہت مخذورات
لازم آتے ہین۔ ایک یہہ کہ اس سے انکا استوی علی العرش کا اعتقاد باقی نہین رہتا ہی کیونکہ جب وہ عرش
سے اُترکر آسمان دنیا پر آجاوے تو تب عرش پر اسکا استوا کہان باقی رہتا ہے واگر استوا کا معنا چڑھنا
لیں تو ہر روز تازہ تازہ استوا خدا کے لئے لازم آتا ہی وہ استوا جو قرآن سے ثابت ہوا ہی وہ باقی نہین رہتا ہی
دوسرا یہہ کہ اس حدیث کے ظاہر کے معارض وہ حدیث ہی کہ جسکو بخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی

کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان احدکم اذا قام فی الصلوۃ فانما یناجی ربہ وان ربہ
بینہ وبین القبلۃ فلا یبزقن احدکم قبل قبلتہ ولکن عن یسارہ او تحت قدمہ الحدیث ترجمہ
بیشک ایک تم مین کا جب کھڑا ہوتاہی نماز مین پس وہ رازگوئی کرتاہی اپنے رب کے ساتھ اور بیشک رب اسکا
درمیان اسکے اور درمیان قبلہ کے ہی پس نچاہیے کہ تھوکے کوئی ایک تم مین کا طرف قبلہ کے ولیکن تھوکے
وہ اپنے بائین طرف یا نیچے قدم اپنے کے انتہی اور نواب سید صدیق حسن خانصاحب نے دلیل الطالب کے
دو سو ستر پر دوسرے صفحے مین حدیث ابن عمر رض کو طبرانی کے اوسط سے نقل کیا اذا استفتح احدکم
فلیرفع یدیہ ولیستقبل بباطنہما القبلۃ فان اللہ تعالی امامہ انتہی ترجمہ جب شروع کرے
کوئی ایک تم مین کا نماز تو چاہیئے کہ اٹھاوے دونون ہاتھ اپنے اور چاہیے کہ مستقبل کرے ہتھیلیون کو
ان دونون کے طرف قبلہ کے پس تحقیق اللہ تعالی سامنے اسکے ہی انتہی ان دونون حدیثون کے ظاہر سے
ثابت ہوتاہی کہ خدا تعالی نمازی کے سامنے اور روبرو رہتاہی پس پچھلی پہر رات جو تہجد کا وقت ہے نماز
تہجد پڑھنے والے کے روبرو اور درمیان اسکے اور درمیان قبلے کے رہنا ثابت ہوتاہی نہ آسمان دنیا پر اور
پہلی حدیث سے اسوقت خدا کا پہلے آسمان پر رہنا ثابت ہوتاہی نہ روبرو مصلی کے و نہ درمیان قبلہ کے
پس ہم ان صاحبون سے پوچھتے ہین کہ جو لوگ نماز تہجد پچھلی پہر رات کو پڑھتے ہین وے لوگ اسوقت کیا
اعتقاد رکھنا استوا کی آیتون کے مطابق خدا کو عرش پر مستوی ہے یعنے عرش کے اوپر ہے سمجھنا یا حدیث نزول
کے موافق آسمان دنیا پر نازل ہوا سمجھنا یا حدیث مصلی کے مطابق خدا کو اپنے روبرو اعتقاد کرنا سب کے
ظاہری معنون پر اعتقاد رکھنا تو غیر ممکن ہے اور تاویل و تفویض تو تمارا مذہب ہی نہین پھر کیا کہتے ہو
جلد کہو اللہ تعالی ایسے پریشان اعتقاد سے سب مومنون کو بچاوے تیسرا محذور یہہ کہ نزول الی السما کی حدیث
کو اسکے ظاہر پہ جاری کرین تو خدا کے لئے حرکت و انتقال دونون ثابت ہوتے ہین یعنے عرش سے اتر جانا
پہلے آسمان پر آجانا ثابت ہوتاہی اور یہہ آیات استدلال ابراہیم علیہ السلام کے خلاف ہی قال اللہ تعالی فلما

جنّ علیہ اللیل رأی کوکبا قال ھذا ربی فلما افل قال لا احب الآفلین الی آخرھا یعنے
جب چھا گئی ابراہیم علیہ السلام کو رات نے دیکھا انھون نے ایک بڑے ستارہ کو یعنے مشتری یا زہرا کو
کہا یہہ رب میرا ہی پھر جب غروب ہو گیا ابراہیم علیہ السلام نے کہا مین نہین دوست رکھتا ہون غروب ہونے
والون کو انتہی یعنے انکو رب اپنا ٹھہرانیکے لئے دوست نہین رکھتا ہون کیونکہ خدا کو جایز نہین کہ ایک جگہہ
سے دوسری جگہہ انتقال کرے اور متغیر ہووے یہہ حاصل تفسیر جلالین کا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستارے
اور آفتاب و مہتاب کو خدائی کے قابل نہین سمجھا سو اسکا سبب یہی ہے کہ انمین حرکت و انتقال اور چڑھنا
اُترنا ہی پس اُنھون نے جن باتونکو خدا کے لئے لایق نہین سمجھا اور اُنسے خدا کی تنزیہ کی پھر وے باتین خدا کے
لئے ثابت کرنا ملت ابراہیم سے قدم باہر دہرنا ہوتا ہی۔ اِسی لیے اہل سنت نے عقاید کی کتابون مین
حرکت و انتقال سے خدا کی تنزیہ کی ہے چوتھا محذور یہہ کہ حدیث صحیح مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ان اللہ خلق اسرافیل منذ یوم خلقہ صافا قدمیہ لا یرفع بصرہ بینہ وبین
الرب تبارک وتعالیٰ سبعون نورا ما منہا من نور یدنو منہ الا احترق رواہ الترمذی
عن ابن عباس رض وصححہ ترجمہ بیشک اللہ نے پیدا کیا اسرافیل علیہ السلام کو جس دن پیدا کیا اسکو
تب سے اپنے دونون قدم جوڑ رکھا ہی نہین اوپر اٹھاتا ہی آنکھہ اپنی درمیان اسکے اور درمیان پروردگار
تعالیٰ کے ستر نور ہین یعنے ستر پردے نور کے ہین نہین ہے ان نورون سے کوئی نور کہ نزدیک ہو وہ اسرافیل
اس سے مگر وہ جل جاوے روایت کیا اسکو ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
حدیث مین خبر دی کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کے اور خدا تعالیٰ کے درمیان ستر پردے نور کے ہین اور
ایسا ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے باب مین بھی خبر دی اور مقام ان دونون کا ساتون آسمانون کے اوپر
عرش کے نیچے ہی پھر جب خدا تعالیٰ ہر رات مین آسمان دنیا پر آنا ثابت کرین تو یہہ ستر پردے نور کے
اسرافیل اور جبرئیل علیہما السلام کے اور خدا کے درمیان ہین وے اسوقت کہان رہتے ہین پھر حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کی خبرین کذب کا احتمال لازم آتا ہی کہ نہین نعوذ باللہ من ذلک علاوہ اسکے خدا کا جبرئیل اور اسرافیل

علیہما السلام کے نیچے ہوجانا بلکہ بہت سے ملائک جیسے حاملان عرش وغیرہم کے بھی نیچے ہوجانا لازم

آتا ہی اور یہہ بات آیت یخافون ربہم من فوقہم کے صاف خلاف ہی کیونکہ خدا نے خبر دی ہے کہ

ملایک اپنے رب سے جو فوق ہین انکے ہی ڈرتے ہین۔ پھر جب آسمان دنیا پر آجانا ثابت کرین تو تب ملایکہ

مقربین کے اوپر رہنا کہان باقی رہتا ہی اس مین تو بڑا خوف ہی معاذ اللہ من ذلک پانچوان محذور یہہ کہ

ائمہ دین وحافظان حدیث نے مذہب سلف صالحین کا یہی تبلایا کہ خدا تعالی عرش کے اوپر ہے اور عالم سے

جدا اور یہہ بات کتاب العرش سے امام ذہبی کے اور رسالہ علامہ ابن ناصر حازمی وغیرہ سے ظاہر ہے اور خود

نواب سید صدیق حسن خان صاحب نے عقاید حضرات نجلی مین امام بیہقی سے نقل کیا کہ خدا تعالی سارے خلق سے

اپنے جدا ہی اور ایسا ہی اپنے رسالہ سائق العباد مین ابن المبارک سے نقل کیا کہ انہون نے کہا کہ ہم اپنے پروردگار

کو ساتوین کے اوپر عرش کے اوپر تمام خلق سے جدا جانتے ہین۔ پھر جب ہر پچھلی رات مین پہلے آسمان پر خدا کا

نازل ہونا ذات سے ثابت کرین تو خدا کا عالم سے جدا رہنا جو سارے سلف کا اعتقاد ہی کہان صحیح رہتا ہے

کیا یہہ لوگ عرش سے لیکے آسمان دنیا تک جو ہی اسکو خلق نہین سمجھتے ہونگے پھر جب یہان آیا تو کیا عالم

مین رہنا نہوا بیشک ہوا پھر اس سے قرب ومعیت ذاتی بھی عالم کے ساتھ ثابت ہوجاتی ہے پھر ان لوگ کا

قرب ومعیت ذاتی کا انکار کب صحیح رہتا ہی چھٹوان محذور یہہ کہ حدیث صحیح مین کہ جسکو مسلم نے روایت کی

ہی آیا ہی حجابہ النور لو کشفہ لاحرقت سبحات وجہہ ما انتہی الیہ بصرہ من خلقہ ترجمہ

پردہ اس اللہ کا نور ہے اگر اٹھا دیگا اسکو تو البتہ جلا دینگے انوار اسکی ذات کے خلق سے جہانتک اسکی

نظر پہونچتی ہے انتہی یعنے سارے خلق جل جاوینگے کیونکہ نظر اسکی سارے خلق پہ پہونچتی ہے۔ اللہ تعالی نے

سارے مخلوقات کو بچانیکے لئے ایک ایسا پردہ نور کا اپنے اور اپنے خلق کے درمیان بنا رکھا ہی کہ جس کے

سبب سے سارے خلق انوار ذات سے جل جانے سے محفوظ ہین۔ حدیث نزول الی السما کا اگر ظاہری معنا مراد ہو تو

پھر اس پردے سے خدا کا باہر ہو جانا اور پہلے آسمان مین آجانا ثابت ہوتا ہے پھر سارے خلایق ملایک
اور جن وانس وغیرہم کا جل جانا لازم آتا ہے جب یہہ بات نہین تو معلوم ہوا کہ حدیث نزول کا ظاہری معنا
مراد نہین یعنے مراد اسکا دوسرا ہی۔ مولوی وحید الزمان صاحب نے ترجمہ موطا وغیرہ مین اسکی تاویل پر
جو بعض ایمۂ اہل سنت نے کی ہے کئی وجہ سے گفتگو کی ہی ان پر انکے تابعین بہت پھول گئے ہین یہہ
نہین سمجھتے کہ اہل سنت کے ایسے متشابہات مین دو مذہب ہین تاویل و تفویض پس جہان تاویل قریب
نہین سکے تو تفویض مراد وہان ضروری ہی اور یہی تفویض اکثر سلف کا مذہب ہے پھر انہون نے اسکو بھی
ترک کیا اور ظاہری معنا لینا جو مذہب مجسمہ کا اختیار کیا سواستے محذورات مذکورہ کا مورد بنا۔
غرض یہہ لوگ اسکو دیکھکر تفویض کے بھی قایل نہووین اور اُسی اپنے اعتقاد پر اڑین تو ضدی عنادی
فسادی ٹھہرتے ہین یہہ بات دینداری کے دعوی سے کوسون دور ہے دوسرا عقیدہ یہہ لوگ خدا
کیلئے منھہ ثابت کرتے ہین دلیل سے ظاہر پر جاری کرنے وجہ اللہ کے جو قرآن وحدیث مین آیا ہی موافق
قاعدۂ مذہب انکے پس اس اعتقاد پہ بھی کئی قباحتین لازم آتی ہین ایک یہہ کہ موافق قاعدہ انکے فاینما
تولوا فثم وجہ اللہ کو اسکے ظاہری معنے پر جاری کرنا ضرور ہوتا ہی اس سے خدا کے لئے منھہ تو ثابت ہوتا ہی
پر وہ ہر جگہہ نیچے اوپر جدہر ہم منھہ پھیرین وہان ہونا لازم آتا ہی پھر اس سے سارے سلف کا اعتقاد کہ خدا
تعالی بذات خود فوق العرش ہی اور مخلوق سے جدا اور خود انکا بھی یہی اعتقاد ہی برباد جاتا ہی اور
وجودیہ اور جہمیہ کا بلکہ ہنود کا اعتقاد کہ ذات خدا ہر جگہہ ہے کہتے ہین ثابت ہوتا ہی دیگر انکہ مخالفت سابقہ
سلف صالحین کے اس خاص مقام مین لازم آتی ہی کہ انھون نے اس جگہہ معنا وجہ اللہ کا قبلہ کہا ہی اور
یہہ لوگ وجہ سے وجہ ہی یعنے منھہ ہی مراد لیتے ہین۔ و اگر کہین ہم بھی یہان یہی قبلہ معنا وجہ اللہ کا
لیتے ہین تو ہم کہینگے اسسے تمہارا قاعدہ جو ہر جا ظاہر پر نصوص کا جاری کرنا اور تاویل نکرنا ہے اور
اسی قاعدہ پر تمہاری مذہب کی بنا ہی وہ برباد جاتا ہی پس تمہارا مذہب بھی باقی نہین رہا الحمد للہ

علی ذلک ۔ اور ایسا ہی ید وجہ قدم وغیرہا کو اونکے ظاہری معنے سے خدا کی آدہی پونی ذات یعنے خدا کے
منہہ کے سوا باقی ہاتھہ پاؤن وغیرہا کا فنا ہونا لازم آتا ہی کیونکہ ظاہری معنا اس آیت کا سب چیزین فنا
ہو جاینگے مگر منہہ اللہ کا باقی رہیگا ہوتا ہی پس موافق ظاہری معنے اس آیت کے اللہ تعالی کے منہہ کے
سوائی ید و اصابع و قدم و ساق و جنب وغیرہا کا کہ جنکا معنا ہاتھہ اور انگلیان اور پاؤن اور پنڈلی اور پہلو
ہوتا ہی سب کا فنا ہونا لازم آتا ہی تو اونکے مذہب پر آدہی پونی ذات خدا کی فنا ہو جاتی ہے نعوذ باللہ من
ہذا الاعتقاد اور اونکے عقیدون میسے ایک یہہ عقیدہ ہی کہ خدا تعالی قیامت کے دن زمین پر آجاینگا دلیل سے
ظاہر آیت وجاء ربک والملک صفا صفا کے یعنے آیگا تیرا رب اس حال مین کہ ملایک صف صف ہونگے
یعنے اطراف جن و انس کے ۔ اس پر بھی کئی باتین لازم آتی ہین ایک یہہ کہ اس سے خدا کے لئے حرکت و انتقال
جو آیات استدلال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلاف ہی لازم آتے ہین جیسا کہ آگے گذرا دوسری یہہ کہ خدا کا
شی حقیر ہونا کہ جسکو زمین گنجایش مین لے سکے اور جگہہ دے لازم آتا ہی اور زمین کا خدا سے بہت بڑی ہونا
بھی مفہوم ہوتا ہی تیسری یہہ کہ حدیث شریف مین آیا ہی تمد الارض یوم القیمۃ مد الادیم ثم لا یکون
لابن ادم فیہا الا موضع قدمیہ اخرجہ الحاکم بسند جید عن جابر رض مرفوعا کذا فی
الہلالین ترجمہ کشادہ کی جایگی زمین جیسی کشادہ کی جاتی ہے نری چمڑے کی کہ پھر نہ رہیگی واسطے آدمی کے
جگہہ اس مین مگر دو قدم رکھنے اسکے کی روایت کیا اسکو حاکم نے ساتھہ سند جید کے جابر رضی اللہ عنہ سے
پس جب زمین کا یہہ حال ہو تو پھر خدا تعالی جو اکبر و اعظم من کل شئی ہے اسکے لئے جگہہ کہان ۔ و اگر ہو تو
مخلوقات مین مخلوط ہو جانا اور سب مین ملے رہنا لازم آتا ہی ایسے باتون سے خدا کی تنزیہ اہل سنت کے
پاس ثابت ہی چوتھی یہہ کہ یہہ عقیدہ کئی صحیح حدیثون کے خلاف ہی وے احادیث شفاعت ہین انکا خلاصہ
یہہ ہی کہ جب اہل ایمان آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واسطے شفاعت طلبی کے آوینگے تو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم خدا کے پاس جاوینگے پھر اذن طلب کرینگے اسکے گھر آنے پر پھر اذن دیا جایگا حضرت کو پھر داخل ہونگے

اُس گھر مین پھر جب دیکھینگے خدا کو تو گر پڑینگے سجدہ مین الی آخر الحدیث مراد گھر سے خدا کے شارحین جیسے امام ابن حجر عسقلانی وخطابی وغیرہما جنت بتاتے ہین اور یہہ لوگ یعنے نواب صدیق حسن خانصاحب اور اُنکے اتباع خدا ہی کے سکونت کا گھر کہتے ہین جیسا کہ ساتوین صفحے مین رسالہ احتوا کے جو ہمارے بین چھپا ہے لکھتے ہین تیسری حدیث ادخل علی ربی وھو علی عرشہ رواہ البخاری داخل ہونگا مین اپنے رب پر اور وہ اپنے عرش پر ہو گا یعنے قیامت کے دن چوتھی حدیث فاستاذن علی ربی فے دارہ رواہ البخاری پھر اذن چاہونگا مین اپنے رب پر اوسکے گھر مین مراد گھر سے اس جگہہ عرش ہے بقرینہ حدیث سابق انتہی غرض اس قول احتوا سے قیامت کے دن بھی خدا کا عرش پر ہونا بصراحت ثابت ہوتا ہی پھر زمین پر اُنکی بات کہان رہتی ہے اور بھی حدیث متفق علیہ مین آیا ہے فانطلق فاتی تحت العرش فاقع ساجد الربی الحدیث یعنے جب لوگ شفاعت کی طلب مین اخیر میرے پاس آوینگے تو چلونگا اور آونگا نیچے عرش کے پس گر پڑونگا سجدہ مین اپنے پروردگار کے لئے الی آخرہ پھر اگر خدا زمین پر آجاوے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا یہان زمین پر ہوتے عرش کے نیچے جا کے سجدہ مین گر پڑینگا کیا سبب اور پہلی حدیث مین یہہ بھی ہے کہ خدا کو وہان دیکھکر سجدہ مین گر پڑینگے پس اُن لوگ کے اِس عقیدے پر خدا زمین پر ہوا تو پھر عرش کے نیچے اسکے گھر جا کر دیکھینگے اور سجدہ مین گر پڑینگے سو وہ کون خدا ہے۔ اور زمین پر آگیا سو وہ کون خدا۔ آیات واحادیث کا ٹھیک مطلب سمجھکر عقیدہ رکھنا ضرور ہی نہ یون کہ کوئی حدیث یا آیت کو دیکھے اسکے ظاہری معنے کے مطابق اعتقاد کر لیوے دوسرے آیات واحادیث جو اسکے خلاف ہین کچھ بھی پرواہ نہ رکھے یہہ صاف ضلالت ہی اور بھی یہہ لوگ اللہ کے لئے دو ہاتھ ثابت کرتے ہین اور اعتقاد رکھتے ہین اور اس بات کے واسطے دو بڑے زور کے دلیلین رکھتے ہین سو ایک آیت ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی ہی ترجمہ کیا چیز منع کی تجھکو ای ابلیس سجدہ کرنیسے واسطے اسکے جسکو مین نے پیدا کیا اپنے دونو ہاتھہ سے انتہی اس آیت کے استدلال پر یہہ گفتگو کی جاتی ہے کہ ہاتھہ سے مراد ہاتھہ ہی یعنے آدم

علیہ السلام کا پیدا کرنا اور حدیثوں کے رو سے عرش اور قلم اور جنت عدن کا پیدا کرنا بھی ہاتھ ہی سے ثابت
ہوتا ہی جیسا کہ نواب صاحب نے کورتے اپنے ایک رسالے مین اس حدیث کو سنن دارمی سے لایا ہے پس یہہ
بات کئی آیات محکمات کے کہ رو سے ہر چیز خدا کے امر کن ہی سے پیدا ہو جانے پر دلالت کرتی ہین مخالف پڑتی
ہے اُن آیتون سے آیت انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون ہی ترجمہ نہین ہے کلام
اس اللہ کا مگر یہی ہا کہ جب ارادہ کرتا ہی کسی چیز کے پیدا کرنیکا تو کہتا ہی اسکو ہو پس وہ چیز ہو جاتی ہے انتہی یہہ امر
تکوینی ہے تکلیفی نہین تکلیفی کو وجود اور فہم ضرور نہ تکوینی کو - اور ایسی ہی بہت سی آیتین ہین دوسرا
یہہ کہ وجود آدم علیہ السلام بھی اس امر کن مین داخل ہونے پر آیت ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم
خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون کی صاف دلالت کرتی ہے کیونکہ خدا تعالی کہتا ہی حال عیسی علیہ السلام
کی پیدایش کا ویسا ہی ہے جیسا حال آدم علیہ السلام کی پیدایش کا ہی یعنے دونون امر کن سے موجود ہوے ہین
وجود پائے ہین عیسی علیہ السلام کو بغیر باپ کے فقط مان سے امر کن سے پیدا کر دیا اور آدم علیہ السلام کو بغیر باپ اور
مان کے امر کن سے پیدا کیا خدا کے پاس بغیر باپ کے فقط ماں سے پیدا کرنا یا بغیر ان دونون کے پیدا کرنا برابر ہی ہر دو
امر کن سے موجود ہوے ہین سو یہہ رد ہی نصاری کے اعتقاد کا پس خلقت بیدی کا یعنے میرے دونون ہاتھ سے
آدم علیہ السلام کو پیدا کیا کہا سو اسکا مجاز ہونا ضرورۃً ثابت ہوگیا دیگر اسکے اللہ نے خلقہ من تراب ثم قال لہ
کن فیکون کہا اور ضمیر خلقہ کی طرف آدم کے پلٹتی ہے پس اگر خلقہ کا معنا پیدا کیا اسکو ہین تو پھر ثم قال لہ
کن فیکون تحصیل حاصل اور لغو ٹھہرتا ہی کیونکہ جب آدم علیہ السلام کو خلق کر دیا یعنے موجود کر دیا تو پھر اسکو
موجود ہو کہنا تحصیل حاصل آتا ہی یعنے لغو ہوتا ہی اگر کوئی کہے جسد آدم کا مٹی سے خدا تعالی نے اپنے ہاتون
سے بنایا لفظ خلقہ من تراب اسپر صاف دلالت کرتا ہی پھر امر کن سے بشر کر دیا پس تحصیل حاصل کہان ہم
کہینگے جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو بشر ہی کر کے پیدا کیا جیسے یہہ آیت انی خالق بشرا من طین
کی اسپر صاف دلالت کرتی ہی یعنے مین پیدا کرنے والا ہون ایک بشر کو کیچڑ سے - پس آدم علیہ السلام اگے

کیچڑ سے مخلوق ہو کر بشر نہونا پہر امر کن سے بشر ہونا سو یہہ بات باطل ہو گئی بلکہ معنا خلق کا یہان اندازہ کا ہی جو
ابہی ہم قریب بیان کرنے والے ہین و اگر کہین اللہ نے اول ہاتھون سے آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے بعد امر کن سے
زندہ کیا ثم قال لہ کن فیکون اسپر دلالت کرتا ہی ہم کہینگے یہہ بہی نہین ہو سکتا کیونکہ زندہ کرنے کے لئے
و نفخت فیہ من روحی آیا ہی یعنے اور پہونکا مین نے اُس بشر مین میری روح سے انتہی یہہ اضافت
تشریفی ہی یعنے میری روح کہنے سے فقط اسکی بزرگی مراد ہی - امر کن کے ساتھ روح کے پہونکنے کو
مناسبت بہی نظر نہین آتی ہے کیونکہ یہہ امر تکوینی و ایجادی ہے تو وجود آدم کے موجود کرنے پر دلالت
ہے پہر اسکو فقط موجود کے حی ہونے پر حمل کرنا نہ ایجاد پر غیر ملایم ہے پس معنا خلق کا اس آیت مین
پیدا کرنے موجود کرنے کا نہین بنتا ہے تو پس معنا اسکا تقدیر و اندازہ کرنا ٹہہرا اور لفظ خلق اس معنے سے
بہی لغت مین آیا ہے بلکہ صراح اور منتخب مین خلق کا اول معنا اندازہ کردن لکہا ہے اسی جہت سے مفسرین
معتبرین نے یہان یہی معنا اندازہ کا لیا ہی جیسے صاحب کشاف اور صاحب تفسیر مدارک اور بیضاوی وغیرہم
امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر مین ابو مسلم مفسر سے نقل کیا کہ انہون نے خلق کا معنا پیدا کرنا لینے سے
امر کن کے آگے آدم علیہ السلام کا پیدا ہونا لازم آتا ہے اور یہہ بات غیر صحیح ہے سو اس اعتراض کے دفع
مین کہا و قد بینا ان الخلق ههنا هو التقدير و ذلك متقدم على وجود آدم و اما قوله كن
فهو عبارة عن ادخاله في الوجود فثبت ان خلق آدم متقدم على قوله كن انتهى ملخصا
ترجمہ مقرر بیان کر دیا ہمنے کہ معنا خلق کا یہان وہی اندازہ کرنا ہی اور وہ مقدم ہی وجود آدم پر و لیکن قول
اللہ تعالی کا کن سو وہ بیان ہے آدم علیہ السلام کے داخل کرنیکا وجود مین پس ثابت ہو چکا کہ مقرر خلق آدم یعنے
اندازہ اسکے پیدا کرنیکا مقدم ہے قول کن پر اُسکے انتہی اور علامہ شربینی نے اپنی تفسیر سراج المنیر مین حم
السجدہ مین امام رازی سے نقل کیا کہ انہون نے کہا والدليل عليه اي على كون الخلق بمعنى التقدير
قوله تعالى ان مثل عيسى عند الله كمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون فلو كان

الخلق عبارة عن الایجاد والتکوین لصار تقدیر الآیة اوجده من تراب ثم قال له کن فیکون وهذا محال فثبت ان الخلق لیس عبارة عن الایجاد والتکوین بل عبارة عن التقدیر انتهی ترجمہ پس تفسیر یعنے خلق کا معنا تقدیر و اندازہ ہونے پر قول اللہ کا ان مثل عیسی عند اللہ الآیہ ہی پس اگر ہوتا خلق معنے مین ایجاد و تکوین کے یعنے معنے مین پیدا کرنیکے تو البتہ ہوجاتا معنا آیت کا پیدا کیا اللہ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پھر کہا اسکو موجود ہوجا سو وہ ہوگیا اور یہہ بات محال ہے پس ثابت ہوا کہ بیشک خلق کا معنا ایجاد و تکوین نہین بلکہ وہ معنی مین تقدیر و اندازہ کے ہی انتہی اور ان سب سے برتر ان اہل حدیث کہلانے والونکو ماننے کے لئے امام المحدثین امام بخاری کا قول بس ہے کہ انھون نے اپنے رسالۂ خلق افعال العباد مین بعد وارد کرنے آیت مذکورہ کے فرمایا فخلق عیسی وآدم بقوله کن انتهی یعنے پس پیدا کیا خدا نے عیسی اور آدم علیہما السلام کو ساتھ قول کن اپنے کے انتہی یہہ قول تہتروین صفحے مین مطبوعۂ دہلی کے ہی جب یہہ معلوم ہوا تو یہہ بھی جان رکھو کہ اگر خلقت بیدی کے ظاہر سے آدم علیہ السلام کی پیدایش ہاتھ ہی سے ثابت کرین اور ہاتھ سے پیدا کرنا ساتھ آدم علیہ السلام اور دوسرے تین اشیای مذکور سابق کے ساتھ خاص ہے کہین تو رد کرتا ہی انکی اس بات کو ظاہری معنا آیت اولم یروا انا خلقنا لهم مما عملت ایدینا انعاما فهم لها مالکون کا کیونکہ اس آیت کے ظاہر سے ثابت ہوتا ہے کہ چارپایے جانور وغیرہا بھی خدا کے ہاتھونسے ہی پیدا ہوے ہین پس تخصیص آدم علیہ السلام کی اور تین اشیای مذکورہ کی کہان باقی رہی ۔ و اگر حدیث کو چھوڑ کر ان دونون آیتون سے خدا کے لئے ہاتھ ثابت کرین اور سارے اشیا کا پیدا کرنا بھی ہاتھون ہی سے کہین تو ہم کہینگے اس صورت مین امر کن سے اشیا کا پیدا کرنا جو عام ہی اور یہہ بات کئی آیات محکمات سے ثابت ہو اور موافق شان ذوالجلال والاکرام ہی اور یہی اعتقاد خواص و عام ہی غلط ہونا لازم آتا ہی پس جس استدلال سے محکمات آیات کا ابطال لازم آتا ہی وہی استدلال باطل ہونا ضرور ہی ۔ اور دوسری آیت انکے قوی استدلال کی وقالت الیهود ید الله مغلولة غلت ایدیهم ولعنوا بما قالوا بل یداه

مبسوطتان ینفق کیف یشاء ہی ترجمہ اور کہا یہودیون نے ہاتھ اللہ کا گردن سے بندہا گیا ہی اللہ تعالے کہتا ہے انہین کے ہاتھ گردن سے بندہے جائین اور لعنت کی گئی انپر بسبب اس بات کے جو کہی انہون نے بلکہ دونون ہاتھ اللہ کے کشادہ کئے گئے ہین خرچ کرتا ہی جیسا چاہتا ہے انتہی اس سے خدا کے لئے دو ہاتھ ثابت کرتے ہین کیونکہ خدا نے اپنے دونون ہاتھ کشادہ ہین کہا ہی ہم کہتے ہین اس سے خدا کے دو ہاتھ ثابت نہین ہوتے ہین کیونکہ یہان دونون ہاتھ کشادہ ہین کہنے سے بڑی بخشش مراد ہی کیونکہ یہودیون نے خدا کا ہاتھ گردن سے بندہا گیا جو کہا اس سے خدا بخیل ہوگیا کہنا مراد رکھا ہی یہہ محاورہ عرب ہی کہ جسکو بخیل کہتے ہین تو یدہ مغلولۃ کہتے ہین یہہ انہون نے اسلئے کہا کہ اللہ نے انپر روزی تنگ کردی تہی بسبب شرارت انکے اور خود نواب سید صدیق حسن خان صاحب نے اپنی ہندی تفسیر مین اس آیت کے تحت مین کہا غل ید بخل پر بولتے ہین بسط ید جود پر مجازا انتہی پس جواب مین اسکے اپنی جوادیت اور کمال بخشش ثابت کرنا منظور ہے سو کہا بلکہ دونون ہاتھ اسکے کشادہ کئے گئے ہین یہہ کنایہ بڑی بخشش اور کمال عطا سے اور نواب صاحب مذکور نے بھی کہا اللہ نے یہود کو جواب مطابق اونکے سوال کے دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالی جواد کریم ہی تمہین بخیل و کنجوس ہوا انتہی پس جس بات سے بخیلی کی نفی اور کمال عطا ثابت کرنا مراد ہے اس بات سے دو ہاتھ کا ثابت کرنا کب مراد ہوگا و اگر یہہ مراد ہو فقط دو ہاتھ ثابت کرنا مراد لین تو تب معنا آیت کا بگڑ جاتا ہی یہودیون کا جواب نہین ہوسکتا ہی کیونکہ انہون نے خدا بخیل ہوگیا کہا تو اسکے جواب مین خدا کے دو ہاتھ ہین وے کشادہ کئے گئے ہین کہنا کیونکر صحیح جواب ہوسکتا ہی اسی سبب سے مفسرین نے یداہ مبسوطتان بڑی عطا سے کنایہ ہی کہا ہی اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فوز الکبیر مین جو اصول تفسیر ہے کہا بل یداہ مبسوطتان کنایۃ عن العطاء الجزیل انتہی یعنی بل یداہ مبسوطتان کنایہ ہی بڑی عطا سے انتہی اور وہی مولانا نے حجۃ اللہ البالغہ کے باب الایمان بصفات اللہ مین بعد ایک تقریر کے کہا و ان یستعمل تشبیہات بشرط ان لا یقصد الی نفسہا بل الی معان مناسبتہ لہا فی العرف فیراد ببسط

الیدین الجود انتہی ترجمہ اور یہہ کہ استعمال کی جاوین تشبیہات ساتھ اس شرط کہ قصد نکیا جاوے طرف حقیقی
معنے انکے بلکہ قصد کیا جاوے طرف معنے مناسب انکے جو حرف وحاورین مستعمل ہین پس ارادہ کیا جاویگا
بسط الیدین سے جود یعنے بخشش انتہی پس اس سے بھی بل یداہ مبسوطتان سے فقط خدا کی کمال عطا
مراد ہونا ثابت ہوتا ہے نہ دو ہاتھ کا ثبوت علاوہ اسکے جب آیات واحادیث متشابہات کے ظاہر کے
مطابق خدا کے لئے ہاتھ ثابت کیا جاوے تو خدا کا داہنا ہاتھ حجر اسود کے پتھر کو سمجھنا بھی لازم آتا ہی
کیونکہ حدیث مین آیا ہے ان الحجر الاسود یمین اللہ فی الارض یصافح بہا عباد اللہ ترجمہ مقرر حجر اسود
داہنا ہاتھ اللہ کا ہی زمین مین مصافحہ کرتے ہین ساتھ اسکے بندے اللہ کے انتہی اس حدیث کو ملا علی قاری
نے شرح فقہ اکبر مین اور امام تورپشتی نے اپنی عقاید معتمد مین اور ابن حجر عسقلانی نے شرح صحیح بخاری
مین بھی لایا ہے اور امام مہاب اور امام ابو سلیمان خطابی اور محب طبری سے تاویل اسکی نقل کی ہی تو
معلوم ہوا کہ اس حدیث کو اصل معتمد ہے کیونکہ یہ ائمہ محدثین اور نقاد حدیث تھے اور امام منذری نے
اپنی کتاب الترغیب کے کتاب الحج مین صحیح ابن خزیمہ سے اور طبرانی کے اوسط سے رکن یمانی کے باب مین
لایا ہی وھو یمین اللہ التی یصافح بہا خلقہ یعنے وہ رکن یمانی داہنا ہاتھ ہی اللہ کا کہ جس سے مصافحہ
کرتے ہین خلق اللہ کے انتہی پس ان حدیثونکے ظاہری معنے کے مطابق ان لوگ کو حجر اسود کے
پتھر کو اور رکن یمانی کو داہنا ہاتھ خدا کا اعتقاد کرنا ضرور ہوتا ہی اگر یہان تاویل کرین انکا قاعدہ
ٹوٹ جاتا ہی اور انکے مذہب کے خلاف ہوتا ہی پھر جب یہان تاویل مانین تو دوسری جگہہ بھی جہان
خدا کے لئے مخلوقات کے خاص باتون کے ساتھ تشبیہ ثابت ہوتی ہے وہان بھی تاویل کرنا لازم آتا
ہی پس اس سے انکا مذہب باطل اور ہماری مراد حاصل ہوجاتی ہے اگر اپنی ہی ضد پہ مرین تو ہم
کیا کرین۔ اپنا سر آپ کھاوینگے اپنا کیا آپ پاوینگے۔ اور انکے عقاید باطلہ سے صورت ہے یعنے یہہ
لوگ اللہ تعالی کے لئے صورت ثابت کرتے ہین بتمسک ظاہر احادیث متشابہات پس انکے اس عقیدہ پر

خدا کی صورت آدم علیہ السلام کی صورت کی سی ہونا لازم آتا ہی بظاہر حدیث ان اللہ خلق آدم علی صورتہ
کے یعنے مقرر پیدا کیا اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر انتہی اسی حدیث سے نواب سید صدیق حسن خان
صاحب نے اپنے رسالہ احتوا کے فصل دوازدہم مین کہا پیدا کیا ہی اللہ نے آدم کو اپنے ہاتھ سے اپنی صورت
پر انتہی پس اس قول سے ثابت ہوا کہ خدا کی صورت آدم علیہ السلام کی صورت کی سی ہے پھر اس سے خدا کا بیچون و
بے مثل ہونا باقی نہین رہتا خدا کا بیچون وبے مثل ہونا وہ بات ہی کہ سارے اہل سنت وجماعت بلکہ
ساری امت کا اسپر اتفاق ہے مگر فرقہ مشبہہ اور یہہ لوگ اسکے مخالف ہین اب ان لوگ کا ایمان واعتقاد
آیت لیس کمثلہ شئی پر نرہا پس اس سے انکا کفر ثابت ہونا کیا بعید ہے عجب تو یہہ ہے کہ وہی نواب مذکور
نے اپنے رسالہ کشف الغمہ مین فرقہ مشبہہ کے بیان مین ہشامیہ کا اعتقاد یہہ بتایا کہ وے
کہتے ہین خدا صورت انسان پر طویل عریض عمیق ہے انتہی یعنے خدا صورت انسان پر ہو کر بہت لنبا
اور چوڑا اور دونگا ہی نعوذ باللہ من ذالک اور بھی اسی رسالے مین کہا اور جو لقیہ اتباع ہشام بن سالم
جو لقی کے ہین یہہ رافضی تھا اسکا قول شنیع یہہ تھا کہ اللہ تعالی انسان کی صورت پر ہی انتہی پھر
اس برے اعتقاد کو رسالہ احتوا مین اپنا اعتقاد ٹھہرالیا جب ایسے علم والے کا یہہ حال ہو تو پھر دوسرے
جہلا کو کیا کہئے امام ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری مین کہا وقال ابن بطال تمسک بہ المجسمۃ
فاثبتوا للہ صورۃ ولا حجۃ لھم فیہ ترجمہ اور کہا امام ابن بطال نے تمسک کیا مجسمہ نے ساتھ
اس حدیث کے سو ثابت کی انھون نے صورت واسطے اللہ تعالی کے اور نہین ہے حجت وسند واسطے انکے
اس حدیث مین انتہی پھر اسکے وجوہ بھی تبلادئے ۔ اور انکے باطل عقیدون سے جنب ہے یعنے یہہ لوگ
خدا کے لئے جنب یعنے پہلو ثابت کرتے ہین بدلیل ظاہر آیت یا حسرتی علی ما فرطت فی جنب اللہ
ترجمہ ای افسوس میری قصوری پر جنب اللہ مین انتہی اگر ظاہری معنا جنب اللہ کا اس آیت مین لیا جاوے
تو دو قباحتین لازم آتی ہین ایک معنا آیت کا بگڑ جاتا ہی اور جہل بات ٹھہرتی ہی کیونکہ قیامت کے

دین کافر یا فاجر کہنا کہ مین اللہ کی پہلو یعنے پہلی مین قصور کرنے افسوس کرتا ہون مہمل بات ہوتی ہے
بلکہ صحیح معنا یہہ ہے جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی نے اتقان مین کہا معنا فی جنب اللہ کا فی طاعۃ اللہ
یا فی حق اللہ لینا ضرور کیونکہ قصور نہین واقع ہوتا ہے مگر حق مین یا طاعت مین نہ جنب مین انتہی
مترجما یعنے افسوس ہے اس بات پر کہ مین نے اللہ کے حق یا اللہ کی طاعت مین قصوری کی کہنا صحیح ہے
اللہ کی پہلی مین قصوری کی کہنا صحیح نہین دوسری قباحت یہہ ہی کہ اس مین سلف صالحین کے ساتھ مخالفت
لازم آتی ہے کیونکہ جنب اللہ کی تاویل حسن بصری نے فی طاعۃ اللہ سے اور مجاہد نے فی امر اللہ سے اور سعید بن
جبیر نے فی حق اللہ سے کی ہہ جیسا کہ اسکو امام بغوی وغیرہ نے اپنی تفسیر مین نقل کیا ہی اور یہہ لوگ اسکی
تاویل نہین کرتے انکے خلاف مین اسکے ظاہری معنے سے خدا کے لئے جنب یعنے پہلو ثابت کرتے ہین۔ اس سے
باوجود مخالفت سلف کے آیت کا معنا بھی بگاڑ کے مہمل معنا بنا دیتے ہین نعوذ باللہ من الخیال الفاسد
والعقل الکاسد۔ اور انکے باطل عقیدون سے خدا کے لئے ہر ولہ یعنے دوڑنا بھی ثابت ہے بدلیل ظاہر
حدیث ومن اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃ رواہ مسلم کے یعنے جو کوآوے میرے طرف چلکر آتا ہون طرف
اسکے دوڑکر روایت کیا اسکو مسلم نے انتہی اس عقیدہ پر یہہ لازم آتا ہی کہ خدا بندے سے کم درجے والا ہے
کیونکہ جب بڑے درجے والا کسی کم درجے والے طرف چلکر آتا ہے تو وہ کم درجے والا اسکے طرف دوڑکر
آتا ہی پس یہہ دوڑکر آنا خدا کے لئے ثابت کرین تو اس مذکور بات کے سوائی خدا کی ذات جو حرکت و انتقال
سے منزہ ہی ویسی ذات کو نہایت سبک درجے کی حرکت و انتقال ثابت ہو جاتے ہین اور بھی اس حدیث
کے ظاہری معنے سے خدا کے لئے دوڑنا ثابت کرین تو اسپر ایک بڑی محال بات لازم آتی ہے وہ یہہ ہے
کہ اس حدیث پر عمل کرکے خدا کی قربت حاصل کرنا چاہین تو خدا کے طرف پاؤن سے چلکر جانا ضرور ہوتا
ہی نہ عبادت و ذکر و استغفار کا کرنا پس ہم انکو پوچھتے ہین ذرا بتادو کہ خدا کسطرف زمین پر رہتا
ہی تا اسکے طرف چلکر جاوین تو وہ ہمارے طرف دوڑکر آوے پھر ہمکو اسکی قربت حاصل ہو جاوے

یہہ ان لوگ کی عجب احمقی ہے۔ اور وہ جو خدا یتعالے عرش کے اوپر اور عالم سے جدا رہنے کا اعتقاد جو سارے سلف صالحین وغیرہم کا ہی اس حدیث کے ظاہر سے وہ بھی باقی نہین رہتا کیونکہ بندہ کا چلنا زمین پر ہوتا ہے اسکے مقابلے مین خدا یتعالے دوڑ کر آیا تو زمین پر ہی اسکا رہنا ثابت ہوتا ہے وہ بھی کسی ایک طرف مین اسکے۔ واگر عرش پر ہی خدا کا ہونا ثابت ہی کہین تو پھر اسکے طرف چلکر جانا کیونکر ہوسکتا ہی اُترکر جانا ضرور پڑتا ہے۔ یہہ لوگ عامل بالحدیث کہلاتے ہین اب دیکھین اس حدیث پر کسطرح عمل کرتے ہین کیا عرش کے طرف اُترکر زمین پر گرتے ہین یا کیا کرتے ہین نعوذ باللہ من ہذہ الحماقۃ والضلالۃ والجہالۃ اور موافق انکے مذہب کے قاعدیکے حدیث قدسی ولایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا الحدیث رواہ البخاری وغیرہ کے ظاہر معنے پر اعتقاد کرنا ضرور پڑتا ہی تو خدا کے نیک بندونکے کان اور آنکھ اور ہاتھ اور پاؤن کو خدا سمجھنا لازم آتا ہے کیونکہ خدا ہی کہتا ہے کہ جب مین دوست بنالیتا ہون اسکو تو ہوجاتا ہون کان اسکا کہ جس سے وہ سنتا ہے اور ہوجاتا ہون آنکھ اسکی کہ جس سے وہ دیکھتا ہے اور ہوجاتا ہون ہاتھ اسکا کہ جس سے وہ پکڑتا ہی اور ہوجاتا ہون پاؤن اسکا کہ جس سے وہ چلتا ہے روایت کیا اس حدیث کو بخاری وغیرہ نے پس اس سے ذات خدا کا حلول بھی ثابت ہوتا ہی اور انبیا و اولیاء اللہ کے قدمون کے طرف سجدہ کرنا بھی جایز بلکہ واجب ہوجاتا ہی نعوذ باللہ من عقائد المجسمۃ والمشبہۃ معلوم نہین کہ یہ لوگ آیندہ آیت ہوالاول والآخر والظاہر والباطن کے ظاہر کے مطابق سارے اشیای عالم کو گوہ گوبر کتا سور وغیرہ جو ظاہر ہین خدا ہی سمجھتے ہین یا کیا کرتے ہین۔ باوجود انکے ایسے عقیدون کے اہل سنت وجماعت کے بزرگون پر جو حامیان دین وحافظان عقاید مومنین ہین فریاد کرتے بوم مارتے اور چلاتے پکارتے ہین سو سراپا بیجا اور فقط عوام کے لئے دہوکا ہے جیسا کہ

نواب سید صدیق حسن صاحب نے رسالہ احتوا کے بتیسوین صفحے مین جو سن تیرہ سو تین
مین بنارس مین چھپا ہے کہا فریاد ہے ہاتھ سے اون لوگون کے جو اعتقاد لانے کو ساتھ اوس چیز
کے جو قرآن و حدیث مین آئی ہے کفر جانتے ہین بوہم جسمیت اور مکان کے - خدا سے نہین ڈرتے
کیونکہ جو کوئی ایمان ظاہر قرآن و حدیث پر لایا ہے اوسنے اپنے طرف سے کچھ ایجاد نہین کیا ہے
پھر اوسکو آخرت مین پکڑینگے تو سوای ظلم اور کیا ہوگا الے آخرہ اسکا جواب باصواب بتفصیل
ہمنے رسالہ استوا رد احتوا مین دے چکا ہے تفصیل منظور ہو تو وہان دیکھ لین یہان اتنا
کہتا ہون کہ عالم عاقل پہچان سکتا ہی کہ اللہ و رسول نے متشابہات کی پیروی سے منع
کرتے پر پھر اُسکی پیروی کرنا اور خدا کی ذات پاک کے لئے اسکی تنزیہ
کے خلاف باتونکو اور مخلوقات خاص صفتونکو ثابت کرنا پھر اس برے
اعتقاد پر قیامت مین خدا تعالیٰ انکو پکڑے اور سزا دے تو ظلم
سمجھنا یہہ بھی ایک حماقت و جہالت ہی اور احمقونکے لئے
دام ضلالت اللہ تعالیٰ سارے مومنون کو انکے ایسے
مکر سے بچاوے اور انکو بھی رہ راست اہل
سنت کے چلاوے آمین برحمتک
یا ارحم الراحمین والحمد للہ
رب العالمین